گوشۂ قارئین

محترمہ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ

مدیر شش ماہی ''الایام''

کراچی۔

السلام علیکم۔ امید ہے آپ مع الخیر ہوں گی۔

''الایام'' کا شمارہ نمبر ۱۱ (جنوری - جون ۲۰۱۵ء) موصول ہوا اور میں نے اس کے بالاستیعاب مطالعے سے اپنے قلب و ذہن کو منور کیا۔ اس گراں قدر تحفے کا کماحقہ، شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔ اردو اور انگریزی دونوں حصوں کے تمام ہی مقالات و مضامین نہایت وقیع ہیں۔ تاہم میں چند ایک پر اپنی ناچیز رائے کا اظہار کر رہا ہوں۔

''اداریہ'' عملاً دو موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔ پہلا حصہ پاکستان کی معیشت سے متعلق ہے جس میں آپ نے بجا طور پر چار بنیادی ''خبائث'' کی نشاندہی کی ہے یعنی:

(۱) اندرونی اور بیرونی قرضے　　(۲) بدعنوانی

(۳) جاگیرداری نظام　　(۴) غیر عادلانہ نظام بنکاری

ہماری معیشت کے اول الذکر ''ستون'' (قرضوں) کے بارے میں انور مسعود صاحب کا یہ قطعہ آپ کے قارئین کے لیے باعث دلچسپی ہوگا:

قرض لینا بھی اک ضرورت ہے
یہ ضرورت عذاب کی سی ہے
''بارہا اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے''

''اداریہ'' کا دوسرا موضوع صدر مملکت سے آپ کی ملاقات ہے۔ اس کے حوالے سے آپ نے وزیر اعظم صاحب کے ایک عشائیے کا ذکر تو کر دیا کہ اس میں ستّر اقسام کے کھانے تھے...... اپنے ظہرانے کے مینو ☆ سے بے خبر رکھ کر قارئین کو ترستا چھوڑ دیا۔ علامہ شبلی نعمانیؒ کے بارے میں ڈاکٹر محمد عبداللہ کا مضمون نہایت مبسوط اور مربوط ہے جس سے کئی ایک نئی باتیں بھی معلوم ہوئیں۔ ''مسلمان اور فن مصوری'' (ڈاکٹر حمیرا ناز) ایک خاصے کی چیز ہے۔ مصنفہ نے اس نازک موضوع کا حق ادا کر دیا۔ ''حقوق مصطفیٰؐ......'' (ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق) سے فکر کے کئی در یچے وا ہوئے۔ مضمون نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ''اورنگ زیب عالمگیر کی اصلاح......'' (ڈاکٹر محمد فراہیم) کو میں جوں جوں پڑھتا گیا، ایک ایک لفظ دل میں اترتا گیا۔ مضمون نے ایک بار پھر اس حقیقت پر مہر صداقت ثبت کر دی کہ اس مغل بادشاہ کے بارے میں معاندانہ پروپیگنڈا انگریز، ہندو اور بعض دیگر عاقبت نا اندیش مورخین کا پھیلایا ہوا ہے تا کہ اس کی بے داغ شخصیت اور بے مثال کردار کو مسخ کیا جا سکے۔ علامہ راشد الخیری پر ڈاکٹر داؤد عثمانی کا مضمون اختصار میں جامعیت کی بہترین مثال ہے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کی مادری زبان اردو نہیں لیکن انہوں نے اتنی معیاری اردو لکھی ہے کہ زبان سے بے ساختہ اُش اُش نکلتا ہے۔

''حضورِ بے حضوری'' (عمرے کا سفر نامہ) دلچسپ ہے لیکن مصنف کا یہ لکھنا کہ بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی ''خانہ کعبہ کی عمارت میرے گمان سے کچھ چھوٹی نظر آئی'' محلِ نظر ہے۔ ہم خانہ کعبہ کی جو تعظیم و توقیر کرتے ہیں اس میں اس کے سائز کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ عام گنہگار بندے تو بیت اللہ کو دیکھتے ہی فرط جذبات سے ایسے بے قابو ہو جاتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لیے انہیں خود اپنا ہوش نہیں رہتا۔ شاعر نے تو اپنے دنیاوی محبوب کے لیے کہا تھا۔

دیکھوں انہیں تو تاب نظارہ نہیں مجھے
ان کو نہ دیکھنا بھی قیامت ہے کیا کروں

(شکیل بدایونی)

تاہم یہ میرے بہت ہی ذاتی (یا یوں کہیے کہ ''جذباتی'') خیالات ہیں۔ مضمون کی ستائش میں کر چکا ہوں۔ پروفیسر (ڈاکٹر) حافظ محمد شکیل اوج (مرحوم) پر خصوصی گوشہ شامل اشاعت کر کے آپ نے ایک ہر دل عزیز صاحب علم ہستی کو برملا خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ مرحوم سے مجھے بھی خاطر تعلق رہا ہے جس کا آغاز لگ بھگ ربع صدی قبل ہوا تھا جب وہ شاہ فیصل کالونی کے ایک چھوٹے سے گھر میں رہائش پذیر تھے۔ اس وقت وہ شاید ایم اے کر رہے تھے۔ میں نے ان کے علمی اور فکری ارتقا کے مختلف مراحل دیکھے ہیں۔ اگر کسی پر صحیح معنی میں *self-made* (خود برداختہ) انسان کا اطلاق ہو سکتا ہے تو وہ شکیل اوج صاحب ہی تھے۔

''ڈاکٹر تیرتھ رام رینا......'' (ڈاکٹر ظفر حسین ظفر) خوب ہے۔ مضمون میں ڈاکٹر رشید حسن خاں کے چند جملے لطف دے گئے مثلاً ایک سکہ بند ادیب کی کتاب کے بارے میں یہ کہ ''ارباب علم و اشتہار نے کئی جلسوں میں اس کتاب کے مناقب و

☆ صدر صاحب کا ظہرانہ تو نہیں تھا، بہر حال جو کچھ تھا خاصا معقول تھا یعنی ایک کپ عمدہ چائے، خستہ بسکٹ اور ایک مزید بیکری آئٹم۔ (ن س ظ)

فضائل پر نثری قصیدے ایسے پڑھے تھے کہ درباری بھانڈوں اور بانٹوں کو مات کر دیا تھا۔'' یا ایک اور ادیب کے بارے میں ''انہیں صاحب کتاب بننے کا ہوکا یا یوں کہیے کہ لکھنے کا ہیضہ ہو گیا ہے۔'' تاہم اس مضمون میں ایک جگہ لکھا گیا ہے کہ مولانا محمد علی جوہر ''لمبے لمبے خط لکھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مختصر لکھنے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔'' یہ بات متعدد ادیبوں سے منسوب کی جاتی ہے لیکن دراصل یہ فرانسیسی فلسفی اور ریاضی داں *Blaise Pascal* (۱۶۲۳ء تا ۱۶۶۲ء) کا مشہور فقرہ ہے یعنی:

"I have made this letter longer than usual, only because I have not had the time to make it shorter."

(حوالہ: ''How to write & speak better'' از John Ellison Kohn، صفحہ نمبر ۶۱)

شاعر معجز بیاں ڈاکٹر کلیم احمد عاجزؔ پر آپ کا مضمون بہت دل گداز اور معلومات افزا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں جب مرحوم کراچی آئے تھے تو میں نے ان کے اعزاز میں ایک ظہرانہ ترتیب دیا تھا جس میں انہوں نے اپنی مشہور زمانہ غزل ''تم قتل کرو ہو کہ......'' نہایت پرسوز ترنم میں سنا کر سماں باندھ دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے اپنا پہلا شعری مجموعہ ''وہ جو شاعری کا سبب ہوا'' بھی عطا کیا تھا۔ اردو کے بیشتر شاعروں نے حزن و ملال کو محض مضمون آرائی یا زیب داستاں کے لیے استعمال کیا ہے جبکہ کلیم عاجزؔ صاحب کا دل زخموں سے چُور تھا۔ تقسیم ہند کے ہنگاموں میں ان کی والدہ محترمہ کے ساتھ خاندان کے ۲۳ افراد تہ تیغ کر دیے گئے تھے۔ یہ صدمہ ہمیشہ ان کے ذہن میں تازہ رہا اور رہنا بھی چاہیے تھا۔

عموماً ادبی جرائد میں سب سے کمزور حصہ ''تبصرہ کتب'' کا ہوتا ہے۔ تاہم حیرت انگیز طور پر ''الایام'' کا یہ حصہ بھی بہت جاندار ہے۔ انتہائی مہارت سے لکھے گئے ان تبصروں میں موضوع، کتاب اور مصنف کا مختصر لیکن بھرپور تعارف کرایا گیا ہے۔ نظم اور نثر کے عمدہ نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ ان نمونوں میں ''تفسیر سورۃ القدر'' کی تشریح کا بھی ایک اقتباس شامل ہے جس میں مذکورہ سورۃ کے تعلق سے لکھا گیا ہے ''......اللہ تعالیٰ صرف ایک رات میں ایک ہزار مہینوں کے اجر سے نوازتا ہے یعنی ۸۳ برس اور چار ماہ کی مدت کے برابر اجر دیتا ہے۔'' اس سلسلے میں بہ صد عجز و انکسار عرض ہے کہ اس سورۃ مبارک کی آیت: لیلۃ القدرِ خیر من الفِ شھر کا ترجمہ مختلف مترجمین/مفسرین نے یوں کیا ہے:

(۱) شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ (مولانا فتح محمد خان جالندھریؒ)

(۲) شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۳) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ (مولانا احمد رضا خاںؒ)

اب یہ چند انگریزی تراجم بھی دیکھ لیجیے:

1. The Night of Power Is better than a thousand Months.

   (Abdullah Yusuf Ali)

2. The Night of Power is better than a thousand months.

(Maulana Abdul Majid Daryabadi)

3. The Night of Power is better than a thousand months.

(Mohammed Marmaduke Pickthal)

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ''یعنی ہزار مہینے عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔'' اگرچہ ''الایام'' کے تبصرے میں متن کا صرف حوالہ ہے (اصل متن تک ہماری رسائی نہیں) تاہم مذکورہ بالا تراجم/تفسیر کی روشنی میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مولف اپنی تشریح میں ''خیـــر مّـن'' (''سے زیادہ'' یا انگریزی میں ''*more than*'') کے الفاظ سہواً چھوڑ گئے ہیں۔لہٰذا یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ اللہ اس رات کا ''۸۳ برس اور ۴ ماہ کی مدت کے برابر اجر دیتا ہے۔'' یہ اجر اس مدت سے زیادہ ہے۔کتنا زیادہ ہے، اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

مختصر یہ کہ ''الایام'' کے زیرِ نظر شمارے میں ایک جہان علم و دانش آباد ہے۔آپ اور آپ کی ٹیم کے ارکان اس بصیرت افروز پیشکش کے لیے ہمارے شکریے اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

مخلص

ڈاکٹر ایس ایم معین قریشی

۱۰ر جون ۲۰۱۵ء

نقوشِ یادِ رفتگاں

زندگی کا سفر مکمل کر کے گذر جانے والی شخصیات کی یاد میں لکھے گئے مضامین کا مجموعہ

ازقلم:

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

☆ نوح ناروی ☆ مطلوب الحسن سیّد ☆ وحیدہ نسیم ☆ فروغ احمد ☆ سیّد جمیل نقوی ☆ نظیر صدیقی ☆ راحت مسعود ☆ نیّر بانو ☆ مشفق خواجہ ☆ صفدر حسین ☆ کبیر احمد جائسی ☆ علی محسن صدیقی ☆ شاہ بلیغ الدین ☆ آفاق صدیقی ☆ سرشار صدیقی ☆ احمد ہمیش ☆ عاصی کرنالی ☆ امراؤ طارق ☆ محمد عالم مختار حق ☆ غلام حسین ذوالفقار ☆ شکیل صدیقی ☆ کلیم عاجز ☆ حسرت کاسگنجوی

زیرِ اہتمام: ادارۂ قرطاس (زیرِ طبع)

فہرست: نا قابلِ اشاعت مقالات

۱۔	سیرت نگاری کے مآخذ، اصول اور منہج تحقیق کی تفہیم نو	(لاہور)
۲۔	علامہ اقبال کا فلسفہ اجتہاد	(اسلام آباد)
۳۔	اجتہاد سے دوری کے اسباب	(کراچی)
۴۔	قرآن کریم کی اولین اردو تفسیر۔۔۔	(اسلام آباد)
۵۔	مسلم نشأۃ ثانیہ میں مسدس حالی کا کردار	(کراچی)
۶۔	ڈاکٹر مولانا محمد حبیب اللہ مختار کی تصنیفی خدمات	(خیر پور میرس)
۷۔	طویل المیعاد بیرون ملک اقامت اور اس کے خاندان پر اثرات	(بہاول پور)
۸۔	مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی کی خدماتِ حدیث	(اسلام آباد)
۹۔	*Comparative study of Zia al Quran and Bayan al Quran*	(فیصل آباد)

وفیات معارف

وفیات نویسی کے حوالے سے اہم کتاب وفیات معارف ادارۂ قرطاس کی جانب سے شائع ہوگئی ہے جو بیسویں صدی کی سات سو سے زائد علمی، ادبی، دینی اور سیاسی شخصیات کے تذکرے پر مبنی ہے۔ یہ تذکرے معارف، اعظم گڑھ میں شائع ہوئے ہیں۔

مرتبہ:

حافظ ڈاکٹر محمد سہیل شفیق

صفحات: ۸۵۰ (بڑا سائز) قیمت: ۱۵۰۰ روپے طبع اوّل ۲۰۱۳ء

ISBN: 978-969-9640-02-5